قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا

کتاب

القدر الممسوح فی الاطوال والسطوح

مشہور بہ

# المقادیر

جس مین

طولانی اور سطحی مقادیر ممسوحہ (گزون اور بیگھون وغیرہ) کا علمی اور تاریخی بیان ہے

مصنفہ

مولوی غلام محمد صاحب منتظم کیبنٹ کونسل سرکار نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی

۱۸۹۵ء

# فہرست مضامین

## دوسرا باب

## شرعی مقادیر

### فصل پہلی خطی پیمانوں کے بیان میں

### گز سے چھوٹے پیمانے

## فہرست اُن شکلونکی جواِس رسالہ مین ہین



# تمت بالخیر

قد جعل اللّٰه لکل شیء قدرا

کتاب

القدر الممسوح فی الاطوال والسطوح

مشہور بہ

# المقادیر

جس مین

طولانی اور سطحی مقادیر ممسوحہ (گزون اور بیگھون وغیرہ) کا علمی اور تاریخی بیان ہے

مصنفہ

مولوی غلام محمد صاحب منتظم کیبنٹ کونسل سرکار نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ

مطبع مفید عام آگرہ مین باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی

۱۸۹۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً لك يا من قدّر الاشياء تقديراً وصلوٰةً وسلاماً على من اصطفيته من رسلك وجعلته بشيراً ونذيراً وعلى آله وصحبه الذين جاهروا الدين مكارماً وحبوراً۔

اَمّا بعد یہ ایک مختصر ہے مقادیر ممسوحہ علمیہ اور عملیہ کی کیفیت وکمیّت کے بیان مین۔ اس مجموعہ مین گذشتہ اور موجودہ زمانے کے طولانی اور سطحی اکائیون کے تاریخی واقعات اور سرگزشتین اور اُن کے زمانی اور مکانی اختلافات اور اصطلاحین علیٰ سبیل الاختصار مستند اور معتبر روایات سے جمع کی گئی ہین اور رطب ویابس بیانات سے اسکا حجم بڑہانا پسند نہین کیا گیا۔

اِس مین شک نہین ہے کہ پیمانون کی کوتاہی اور درازی حقوق النّاس پر اثر عام رکھتی ہے اور حفاظت حقوق کی غرض سے پیمانون کی تصیح اور تنقید اور تعریف اور تحدید بطور جامع ومانع عمل

مین آنا انتظام مدن کا ایک رکن رکین ہے علی الخصوص جبکہ شاہان سلف کے اسناد پر دعاوی مین استناد کیا جاتا ہے اور اُن مین مختلف الاقسام مساحات کا ذکر ہوا کرتا ہے اور اکثر مقادیر اُن زمانونکے اور اُنکے اصطلاحات بمرورِ دُہور مذہول و مجہول ہو گیے ہین یہی وجہ ہے کہ عمّال سرکاری اپنے فیصلون مین مساحات کی بابت کوئی قطعی تصفیہ نہین کر سکتے۔ یہ بہت بڑا نقص ہے اور ایک زمانۂ دراز سے اِس نقص کا دہبۃ فیصلون کے دامن مین بدنما دکہائی دیتا ہے۔ کوئی صورت اِس کے ازالہ کی ابتک ظہور مین نہین آئی۔ اگرچہ بعض اقران زمان نے اِس مہم کی انجام دہی مین سعی کی لیکن وہ ظفر یاب نہو سکے اور اُن کی سعی مشکور نہوئی بلکہ مزید بران ایک اور خرابی یہ پیدا ہوگئی کہ اُنکی تصانیف ہدایت سے زیادہ ضلالت کا سبق دینے لگین۔

الغرض یہ اسباب باعث ہوے اِس رسالہ کی تالیف کے۔ اگر یہ سعی میری مشکور ہوا اور اہل الرّاے اِس کی نسبت پسندیدگی ظاہر کرین تو اِس کا دوسرا حصّہ **الموازین** اور تیسرا **المکائیل** بھی آیندہ ہدیۂ ناظرین کیا جائیگا۔

وانما کتبتہُ خالصاً لوجہ اللہ حارصاً علے حفظِ حقوق النّاس لا اُرِیدُ علیہ جزاءَ الاِحسانِ ولا ادّعی السّلامۃَ من جرحِ اللسانِ وھو حسبی ونعم الوکیل ومنہُ الھدایۃُ لِاقوم سبیل

# مقدمہ

مطلب شروع کرنے سے پہلے امور ذیل کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۱) مساحت کی ماہیت یہ ہے کہ پہلے ایک جزء معین کر لیا جاتا ہے اور اُس جزء کو اُس شئے پر جس کی مساحت مطلوب ہے مکرر کرتے جاتے ہین تاکہ بالآخر یہ بتایا جاسکے کہ یہ جزء اُس شئے مین اتنی دفعہ داخل ہے۔ اُسی جزء کا نام اکائی ہے۔ خواہ وہ طولی ہو یا سطحی۔ اور اُسی جزء کو ہم نے اِس مجموعہ مین الفاظ مقدار یا بصیغۂ جمع مقادیر یا مقیاس یا مقائیس یا پیمانہ سے تعبیر کیا ہے اور اُسی جزء کے عوارض ذاتی اور اُسی کی کیفیت اور کمیت اور اُسی کے اختلافات اور تغیرات زمانی و مکانی سے بحث کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس مجموعہ کا نام **اَلقَدَرُالمَمسُوح فی الاَطوال والسطُوح** رکھا ہے گویا خود یہ نام اِس رسالہ کا موضوع ہے۔ موضوع اِس رسالہ کا

قدر ممسوح کی تعریف حکمۃ فلسفہ مین کم کی تعریف مین داخل ہے اور وہ ایک عرض ہے اعراض نہ گانہ سے اور عرض ایک ایسے موجود کو کہتے ہین جو اپنے وجود مین کسی محل کا محتاج ہو کیونکہ وہ بذات خود قایم نہین رہ سکتا۔ کم کی تعریف

کم کے خواص تین ہین (۱) یہ کہ وہ لذاتہ تقسیم پذیر ہو خواہ وہ قسمت وہمیہ ہو خواہ فعلیہ (۲) یہ کہ اُسمین ایک عادّ کا وجود پایا جاوے یعنی ایک ایسی شے اُسمین پائی جاوے کہ

جب اُس شئے کو اُس سے بار بار کرکے کم کرتے جائین تو وہ اُسکو فنا کردے (۳) یہ کہ وہ مساواۃ اور لامساواۃ قبول کرے یعنی جب ایک کم کو دوسرے کم کی طرف نسبت کرین تو یا وہ اُسکے مساوی ہو یا اُس سے زاید یا اُس سے کمتر۔

پھر کم کی دو قسم ہین متصل اور منفصل۔

**کم متصل** وہ ہے جسکے اجزا حدود مین مشترک ہون اسطرح پر کہ اُسکے ہر ایک جزو کی انتہا بعینہ دوسرے جزو کی ابتدا ہوسکے اور بالعکس مثلاً ایک خط کے دو جزو اور اون دونون کے درمیان ایک نقطہ فرض کیا جاے۔ اگر اُس نقطہ کو ایک جزو کی انتہا اعتبار کرین تو ممکن ہے کہ بعینہ اُسکو دوسرے جزو کی ابتدا اعتبار کرین اور اگر اُسکو ایک جزو کی ابتدا فرض کرین تو ممکن ہے کہ بعینہ اُسکو دوسرے جزو کی انتہا فرض کرسکین اور بالعکس یہ بھی ممکن ہے کہ اگر اُس نقطہ کو ایک جزو کی انتہا اعتبار کرین تو بعینہ اُسی کو دوسرے جزو کی بھی انتہا اعتبار کرین اور اسیطرح اگر اُسکو ایک جزو کی ابتدا اعتبار کرین تو بعینہ اُسی کو دوسرے جزو کی بھی ابتدا اعتبار کرسکین۔ پس اُس نقطہ کو اُن دونون جزو سے کسی ایک کے ساتھ خصوصیت نہوئی۔ بلکہ وہ مشترک ہوا۔

**کم منفصل** وہ ہے جسکے اجزا حدود مین مشترک نہ ہون یعنی اُسکے ہر ایک جزو کی انتہا بعینہ دوسرے جزو کی ابتدا نہوسکے مثلاً دس کا عدد ہے اگر اوسکی تنصیف کرین تو نصف اول کی انتہا ۵ ہوگی اور نصف ثانی کی ابتدا ۶ ہوگی پر کسیطرح نصف ثانی کی ابتدا ۵ نہین ہوسکتی پس اُسکے اجزا حدود مین مشترک نہوئے۔

پہر کم متصل کی دو قسمین ہوتی ہین قارّ الذات اور غیر قار الذات -

**کم متصل قارّ الذات** وہ ہے جسکے اجزای مفروضہ فی الوجود کا جمع ہونا جایز ہو جیسے خط اور سطح اور ثخن کے اجزا کا جمع ہونا ممنوع نہین ہے مثلاً خط کے اجزا نقاط ہین اور متعدد نقطون کے مجموعے ہی کو خط کہتے ہین -

**کم متصل غیر قار الذات** وہ ہے جسکے اجزا وجود مین مجتمع نہو سکین جیسے **حرکت** اور **سکون** یا **زمان** ہے مثلاً جس زمانے کو ہم ماضی فرض کرین وہ مستقبل نہوگا اور جس کو مستقبل قرار دین وہ ماضی نہوگا - اگرچہ یہ بہی ممکن ہے کہ ہم اُسمین ایک شئے فرض کرین جو کہ وہ اسوقت نہایۃ زمان ماضی کی ہے لیکن وہی بعینہ بدایۃ زمان مستقبل کی ہے ہان اگر اجزاے زمان کو خیال مین اعتبار کرین کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھہ متصل ہین تو اس حالۃ مین وہ قار الذات کی تعریف مین داخل ہوجائیگا - لیکن یہ صحیح نہین ہے اس لیے کہ جب عقل اُسکے وجود کا لحاظ خارج مین کرے تو یقیناً اُسوقت ثابت ہوجائیگا کہ اُسکے اجزا کا مجتمع ہونا ممنوع ہے اور اسی کو غیر قارّ الذات کہتے ہین -

کم موضوع ہر علم ریاضی کا

اس بیان سے کچہہ حال کم کا معلوم ہوگیا - یہی کم موضوع علم ریاضی کا ہے **علم ریاضی** حکمۃ **نظریہ** کے اقسام سے ایک قسم کا نام ہے اس علم مین اُن امور مادّیہ سے بحث ہوتی ہے جن کا مجرد از مادّہ ہونا ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ علم ریاضی کو **علم اوسط** بہی کہتے ہین کیونکہ یہ علم متوسط ہے مابین اُن اشیا کے جو محتاج مادّے کے ہین اور مابین اُن اشیا کے جو محتاج مادّے کے نہین ہین - غرض کہ علم ریاضی کے اصول چار ہین -

علم ریاضی کے اصول

اس لیے کہ موضوع اس علم کا یعنی کم یا تو متصل ہوگا یا منفصل - پہر متصل کی دو قسم ہین ایک متحرک دوسرا ساکن - انمین سے کم متصل متحرک کو **علم ہیئۃ** کہتے ہین اور کم متصل ساکن کو **علم ہندسہ** - پہر کم منفصل کے واسطے یا تو نسبت تالیفیہ ہوگی یا نہو گی - پس وہ کم منفصل جسکے واسطے نسبت تالیفیہ ہو وہ **علم موسیقی** ہے اور وہ کم منفصل جسکے واسطے ایسی نسبت نہو وہ **علم حساب** ہے یہ چارون فن علم ریاضی کے اصول کہلاتے ہین اور انمین ہر ایک فن ایسا ہے کہ اُسکے تحت مین چند در چند فروع ہین اور ایسی ہر ایک فرع ایک مستقل علم ہے اُن سب کے بیان کرنے کا یہان موقع نہین ہے البتہ ان اصول چارگانہ کا کچھہ حال علی سبیل الاجمال یہان بیان کیا جاتا ہے -

**علم حساب** اُس علم کو کہتے ہین جسمین بذریعہ قواعد چند مجہولات عددیہ کو معلومات عددیہ سے مستخرج کرنیکے طریقے معلوم کرائے جاتے ہین استخراج سے مراد یہان اُنکی کمیات کا معلوم کرنا ہے - موضوع اس علم کا عدد ہے عدد اُس کمیت کو کہتے ہین جو اکائیون سے متالف ہو -

**علم ہندسہ** وہ علم ہے جسکے قوانین سے وہ اصول جو کم کو عارض ہوتے ہین معلوم کرائے جاتے ہین اسکا موضوع مقادیر مطلقہ ہین یعنی مقادیر متصلہ اور منفصلہ دونون کو شامل ہے - مقادیر متصلہ جیسے خط اور سطح اور جسم تعلیمی اور اُنکے لواحق جیسے زاویہ نقطہ شکل وغیرہ اور مقادیر منفصلہ جیسے اعداد - اہل عرب اسی علم کو تحریر **اقلیدس** کہتے ہین یونانی ہین اسکا نام **جامیٹری**[1]

[1] جی بمعنی زمین اور مٹرن بمعنی پیمایش ہے یعنی علم پیمایش زمین -

ہے خاص فن تحریر اقلیدس مین مقادیر متصلۂ ساکنہ سے بحث کی جاتی ہے یعنی قواعد **جبر و مقابلہ** کو مقادیر متصلہ ساکنہ پر اطلاق کرنے سے مسائل تحریر اقلیدس کے پیدا ہوتے ہین۔

**علم موسیقی** اس علم کا موضوع صوت ہے اسمین نغمات سے بحث کی جاتی ہے دو طرح پر پہلے اسوجہ پر کہ اُن نغمات مین بحسب حدّت و ثقل نسبت ملایم حاصل ہے یا نسبت منافر اسکو **علم تالیف** کہتے ہین دوسرے اسطرح پر بحث کیجاتی ہے کہ مابین اون اجزاے زمان کے جو درمیان نغمات کے متخلل ہین بحسب مقدار اُن زمانون کے نسبت ملایم حاصل ہے یا نسبت منافر اسکو **علم ایقاع** کہتے ہین۔

**علم ہیئتہ** اسکا موضوع جسم بسیط ہے اس علم مین احوال اجرام بسیطہ علویہ و سفلیہ سے بحث کیجاتی ہے بحسب اُنکی کمیّت اور کیفیت اور وضع اور حرکت کے۔ کمیت سے مراد یہان کمیت مطلقہ ہے اسمین کمیت متصلہ اور منفصلہ دونون شامل ہین کمیّت متصلہ جیسے مقادیر اجرام کے اور اُنکے ابعاد وغیرہ اور کمیّت منفصلہ جیسے اعداد کواکب کے۔ اور کیفیت جیسے اشکال اُن اجرام کے اور رنگ کواکب کے اور ضوء اُنکی اور وضع جیسے قرب کواکب کا اور بُعد اُن کا یہ بیان ہے بر سبیل اجمال اصول علم ریاضی کا لیکن اُسکے فروع جو ہر ایک اصل کے تحت مین بکثرت واقع ہوئے ہین یہان اُن کے بیان کرنیکی گنجایش نہین ہے۔

العرض اس بیان سے معلوم ہوا کہ مرجع کل اصول ریاضی اور اُسکے فروع کا کم ہے اور اسی مین شامل ہے ہمارے اس رسالہ کا موضوع بھی جسکا قوی تعلق کم متصل قار الذات سے ہی یا یون کہو کہ ہمارے مبحث کے موضوع کا تعلق زیادہ تر علم ہندسہ یعنی تحریر اقلیدس (جامیٹری)

مرجع کُل علوم ریاضی کا کم ہے

کے موضوع کے ساتھ ہے۔

مقادیر کی تدریجی ترقی

(۲) مقادیر کی تدریجی ترقی اور تاریخی تغیرات مین یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابتدائی امر مین مساحت کی طولی اکائی انسان کا ہاتھ قرار دیا گیا تھا کہنی کی ہڈی سے سر انگشت تک کا طول پیمایش مین استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی طبعی پیمانہ پر میل فرسنگ وغیرہ کے انداز ذ نکلا تھا۔ اس کے بعد دنیا مین جب معاملات کا دائرہ وسیع ہوگیا تو ذراع انسانی کا استعمال صرف چند ضروری حوائج مین باقی رہا اور قدم کا استعمال پیمایش اراضی مین ہونے لگا۔

پھر جب دنیا مین دائرہ معاملات کا اس سے زیادہ وسیع ہوگیا تو اس امر کی ضرورت لاحق ہوئی کہ مدار مقادیر ممسوحہ کا ایک ایسی شئے پر رکھا جائے جو فی نفسہ ثابت اور تغیر سے محفوظ ہو اس غرض کے حصول کے لیے عقلا نے کوئی شئے درجۂ ارضیہ سے بہتر اور مناسب تر نپائی۔

(۳) قدمائے مورخین سے ہیرودوط[ل] وغیرہ اور نیز زمان حال کے مورخین شہادت دے رہے ہین کہ فنون ہندسیہ مین اہل مصر کو دوسری قومون پر تقدم ہے اور وہی اصول ہندسہ اور اصول مساحت کے موجد و مخترع ہین۔ چونکہ اہل مصر کے اقبال و ادبار اور معیشت کا مدار

[ل] ہیرودوط قدیم زمانے مین بڑا حکیم گذرا ہے اسکی معارف اور سیاحت سے دنیا کو بڑا فائدہ پہنچا اس لیے اسکو ابو التاریخ کہتے ہین جو کچھ اس نے اپنی تصانیف مین نقل کیا ہے اسکو بڑی صحت اور امانت سے نقل کیا ہے اور اسکی تصنیف مین قابل قدر یہ بات ہے کہ اسنے اپنی چشم دیدہ حالات کے سوا مزخرف حکایات کو جو کہ اس زمانے کے لوگونکی عادت تھی ترک کر دیا ہے۔ یہ عجیب شخص ۳۳۲۳ تاریخ عمر دنیا مین شہر ہلقر ناسہ ملک یونان مین پیدا ہوا تھا اسکے طویل سفر اور دور دراز ممالک کی سیاحات سے یقین کیا جاتا ہے کہ وہ تاجر بھی تھا (تاریخ جغرافیہ رفاعہ بیگ مترجمہ از فرانسیسی ۱۲)

زیادہ تر رودِ نیل کے فیضان کے ساتھہ وابستہ ہے اور اُنکی زمینات اور زراعات کی شادابی اور قحط سالی فیضانِ نیل کی کمی اور زیادتی پر موقوف ہے جیساکہ شاعر کہتا ہے ؎

| | |
|---|---|
| زِیَادَۃُ اِصْبَعٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ | زِیَادَۃُ اَذْرُعٍ فِیْ حُسْنِ حَالٍ |

اِس لیے یہ امر اہل مصر کے لیے علوم ہندسیہ اور فنون مساحیہ مین تقدّم حاصل کرنے کا باعث اور اُن کو اِن علوم مین خصوصیت و امتیاز پیدا کرنے کا داعی ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ مصر نے سب سے زیادہ جہد اِن علوم کی تکمیل مین کی۔ اُصول مساحت اور اُصول ہندسہ اہل مصر نے ایجاد کیے جنکے ذریعہ سے علمی طریقہ پر زمین کی صحیح مساحت کر لیتے تھے اور نیز صحیح طور پر کمی زیادتی اور مقدار نیل کے پانی کی معلوم کر لیتے تھے۔ قدیم مؤرّخ ہومرس مصری کو اِن دونون فنون کا موجد بتاتے ہین[۱]۔ اور نیز بیان کیا گیا ہے کہ دریاے نیل کی سالانہ طغیانی سے زمینات زراعتی کے حدود بالکل نیست و نابود ہو جاتے تھے جسکے باعث ہر سال زمین کے فیصلہ مین دقّت واقع ہوا کرتی تھی اس لیے اقلیدس نامی حکیم نے رفع تنازع زمینات مصر کے لیے **علم اقلیدس** ایجاد کیا۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہے کہ سب سے پہلے اہل مصر ہی نے اپنے مقائیس کو درجۂ ارضیہ کے ساتھہ منطبق کیا۔ اس وقت فرانسیسون کا **متر** اور انگریزون کا **یارڈ** بھی مساحت درجہ ارضیہ کے ساتھہ منطبق کیا گیا ہے۔ اور اہل یورپ نے ایک نیا ضابطہ طولی اکائی معلوم کرنیکا بذریعۂ **پنڈولم** ایجاد کیا ہے لیکن یہ ضابطہ ابتک عقلاءِ فرنگ کے نزدیک گویا ایک متنازع فیہ مسئلہ ہے بلکہ پروفیسرون

[۱] کتاب صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب۔

کی غالب رائے یہی ہے کہ پنڈولم کا ضابطہ لایق اطمینان نہین[۵۱] ہے۔ اور اہل **کلدان** کا ضابطہ اُنکی طولی اکائی معلوم کرنیکا نہایت ہی عجیب ہے اُس سے اس قدیم قوم کی باریک بینی اور علمی ترقی کا اندازہ ہوتا[۵۲] ہے۔

قدیم اور جدید گز

(۴) تاریخ کے اعتبار سے بعضون نے ذراع ہاشمی (۳۲) انگشتی کو قدیم کہا اور اسلیے اُسکا نام **عتیق** (پرانا) رکھا۔ بعضون نے (۲۷) اُنگل والے گز کو اور بعضون نے (۲۴) اُنگل والے گز کو قدیم کہا ہے۔

عموماً اہل جغرافیہ اور علماے ہیئتہ اپنی اصطلاح مین (۳۲) اُنگل والے گز کو قدیم اور (۲۴) انگشتی کو جدید کہتے ہین[۵۳]۔ لیکن فی الحقیقت (۲۴) اُنگل والا گز سب سے زیادہ قدیم ثابت ہوتا ہے۔ نہایت قدیم مورخین سے ہیرون اسکندری نے بھی اِسکو ذکر کیا ہے اور ہمارے اِس مجموعہ کو پڑہنے سے بالآخر ثابت ہوجائیگا کہ تمام دنیا کے طولی مقادیر کا ماخذ یہی ہے بابلی۔ کلدانی۔ عبرانی۔ فراعنہ مصر۔ روما۔ عرب۔ ہند۔ انگلنڈ وغیرہ کل مشہور اقوام کے مقائیس اسی طولی اکائی پر متفرع ہین اِس لیے محمود بک فلکی المصری[۵۴] کی رائے کے بموجب اِس گز کو **ذراع طبیعی** (نیچرل گز) کہنا بجا ہے۔

علماے ہیئت وجغرافیہ قطر زمین اور ابعاد کواکب اور ضخامت افلاک کی مساحت مین

---

[۵۱] پنڈولم کا ضابطہ دیکھو فقرہ (۱۰۶) رسالہ ہذا [۵۲] دیکھو فقرہ (۱۳۷) کلدانیون کا ضابطہ۔

[۵۳] تقویم البلدان اسمٰعیل ابن الملک الافضل الشہیر بابی الفدا مطبوعۂ فرانس صفحہ ۱۵ [۵۴] رسالہ مقائیس محمود بیگ فلکی المصری مطبوعۂ مصر

اسی گز کو اعتبار کرتے ہین مذاہب و ادیان اور کل صحائف آسمانی مین جو پیمانے بیان ہوئے ہین اُن کا مقدار باہم متحد اور وہ بھی اسی کے مطابق ہے۔ **توراۃ۔ وانجیل۔ پران** مین طولی اکائی یہی ہے اور نیز اہل اسلام کے گز شرعی کا مقدار طول بھی اسیقدر ہے۔ چونکہ ہماری[۱] کتاب کے موضوع کے لیے شرعی گز ہی مناسب ہے اس لیے ہم مقادیر شرعی کے بیان کو سب پر مقدم کرتے ہین۔

انگل کی مقدار مین اختلاف نہین ہے

(۵) اگر کچھ اختلاف ہے تو گزون کے مقادیر اور اُنکی قدامت مین ہے انگل کی مقدار مین کسی کو اختلاف نہین ہے علمائے ہیئت و جغرافیہ و فقہائے اسلام سب کا اتفاق ہے کہ انگل (۶) جو معتدل کا ہوتا ہے اسطرح پر کہ ایک کا بطن دوسرے کی پشت کے ساتھ ملاکر جوڑا جاے[۲]۔ قدماے ہنود کے اقوال کا مآل بھی یہی ہے۔ گو اُنھون نے (۸) جو کا ایک انگل قرار دیا ہے لیکن بروایت شیخ ابوالفضل ہند و حکما کے نزدیک جو سے مراد پوست کندہ جو ہین۔ لہذا ان سب اقوال کا نتیجہ واحد ہے اور انگل کی مقدار مین کوئی اختلاف نہین ہے۔ اس لیے ہمنے اس رسالہ مین حتی الامکان گزونکا اندازہ انگل کے ساتھ کیا ہے اور جہان کہین ممکن ہوا متر فرانسیسی اور انچ انگریزی کے ساتھ تطبیق دینے کو غنیمت سمجھا ہے۔ کیونکہ متر اور انچ کی مساحت اس وقت بہ نسبت انگل کے زیادہ قرین صحت ہے۔

---

[۱] ہماری کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو مولف نے اراضی کے اقسام اور اسکے فقہی احکام کے بیان مین لکھنا شروع کی ہے اور یہ رسالہ درحقیقت اُس کتاب کی ایک فصل ہے ۱۲۔ مولف [۲] تقویم البلدان ابوالفداء اور شرح ابوالسعود علی ملا مسکین۔ اور طحطاوی علی الدر المختار۔ ہمارے اس دعوے پر کہ سب کا اتفاق ہے کسیکو اختلاف نہین ہے بکثرت شواہد و دلائل موجود ہین اُن سب کا یہان لانا خالی از طوالت نہ تھا اسلیے اسکو ترک کرنا مناسب خیال کیا گیا۔ اور انگل کی تحقیق دیکھو فقرہ (۳۳) رسالہ ہذا۔ اور فقرہ (۹۹) قدماے ہنود۔ مولف۔

# پہلا باب

## تعریفات اور حدود

اِس مجموعہ مین الفاظ اور عبارات متذکرہ باب ہٰذا انہین معانی مین مستعمل ہونگے جن کی تصریحات ذیل مین کردی گئی ہین بشرطیکہ سوق عبارت اور فحوائے کلام سے کوئی اور مراد مخالف اِس کے ظاہر نہو۔

مقدار، مقادیر۔ مقائیس پیمانہ

(۶) **مقادیر**۔ جمع مقدار ہے۔ اِس لفظ سے مراد مقادیر ممسوحہ ہے اعم اِس سے کہ وہ مقدار طولانی ہو یا سطحی یا حجمی۔ اِس مجموعہ مین **مقادیر** اور **مقائیس** اور **پیمانہ** کے الفاظ بمعنی واحد مستعمل ہوئے ہین۔

مقادیر خطی۔ طولانی۔ طولی

(۷) **خطی۔ طولانی۔ طولی**۔ یہ اوصاف مقدار کے ہین۔ یعنی مقدار خطی۔ یا مقدار طولانی یا طولی اور یہ مترادف الفاظ ہین اِس رسالہ مین اِن الفاظ سے وہ مقدار مراد ہے جسمین صرف طول سے حساب کیا جائے بلا لحاظ عرض و عمق کے مثلاً چار گز خطی اُس بُعد کا نام ہے جو طول مین چار گز ہو (خطی مقدار مین ہمیشہ ایک ہی بُعد ہوتا ہے)۔

سطحی۔ مربع

(۸) **سطحی۔ مربع** وہ مقدار ہے جو طول کو فی نفسہ ضرب دینے

سے حاصل ہوتی ہے۔ سطح مین طول وعرض سے حساب کیا جاتا ہے بلالحاظ عمق کی مسطح
یا مربع اُس شکل ذواربعۃ الاضلاع کو کہتے ہین جس کے چارون ضلع آپس مین متساوی
ہون اور ہر ضلع اپنے پہلو کے ضلع پر عمود ہو مثلاً ایک گز مسطح یا مربع وہ سطح ہے جسکا ہر ایک
ضلع ایک گز ہو طول کو فی نفسہ ضرب دینے سے سطح پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ۶۰ گز کو ۶۰ گز مین
ضرب دینے سے (۳۶۰۰) گز حاصل ہوتے ہین۔ اب یہ گز مسطح یا مربع کہلائین گے لیکن
مضروب اور مضروب فیہ یعنی ۶۰ کے احاد **خطی** اور اُن کے حاصل ضرب یعنی (۳۶۰۰)
کے احاد **سطحی** ہونگے۔

| رقبہ | (۹) متذکرۂ صدر تعریف اُس شکل کی ہے جس کے چارون ضلع آپسمین برابر

ہون لیکن جبکہ ایسی صورت نہو بلکہ کوئی ضلع بڑا کوئی چھوٹا ہو یا کوئی شکل ذواربعۃ الاضلاع نہو تو
ایسی شکل کے سطح اندرونی کی مقدار کو **رقبہ** کہتے ہین۔

**سطحی** مقادیر مین طول وعرض سے حساب ہوتا ہے اِس لیے سطح مین دو بُعد ہوتے ہین

| مکسر۔ مسطح۔ مربع۔ تکسیر دائرہ کا رقبہ۔ | (۱۰) **مکسر** دراصل یہ لفظ مصطلح ہے خاص دائرہ کی مساحت کے لیے۔ یعنی دائرہ کی اندرونی سطح کی مساحت بذریعہ اِس لفظ کے

بیان کیجاتی ہے۔

اِس واسطے کہ جب ہم دائرہ کا رقبہ معلوم کرنا چاہین تو اِس کو مربع کے لفظ سے تعبیر نہین کر سکتے
کیونکہ مربع کا اطلاق باعتبار اِس کے لفظی معنون کے ذواربعۃ الاضلاع یعنی چوکونی اشکال پر
صحیح ہو سکتا ہے نہ مدوّر پر۔ ہر دائرہ مین تین چیز کا ہونا ضرور ہے۔ **دور۔ قطر۔ تکسیر۔**

تکسیر۔ اُس مقدار کو کہتے ہین جو نصف قطر کو نصف دور مین ضرب دینے سے حاصل ہو۔ مثلاً اگر سوال کیا جاسے کہ اُس دائرہ کی تکسیر کس قدر ہوگی جسکا **قطر** (۷) اور **دور** (۲۲) ہو تو اب ہم (۷) کے نصف کو (۲۲) کے نصف مین ضرب دیکر کہین گے کہ اسکا مکسر (۳۸) اور نصف ہوگا لیکن مجازاً مکسر کا لفظ ہر ایک مقدار مُسطّح اور رقبۂ مربع پر بھی بولا جاتا ہے اس لیے اِس رسالہ مین **مکسر** اور **مسطح** اور **مربع** کے الفاظ باہم مترادف ہین اور شئے واحد پر انکا اطلاق ہوا ہے۔

| مقادیر جسمی۔ حجمی |
|---|

(۱۱) **جسمی۔ حجمی** وہ مقدار ہے جو طول کو اُسکے مربع مین ضرب دینے سے حاصل ہوتی ہے جسم مین طول و عرض و عمق یا (ارتفاع) سے حساب کیا جاتا ہے اور اِس کے گز **مکعب** کہلاتے ہین۔

| مکعب |
|---|

(۱۲) **مکعب** وہ شکل مجسم ہے جس کے (جہات ستّہ) مین یعنی چھئون طرف چھہ برابر مربع ہون۔ مثلاً ایک مکعب گز وہ ہے جس کے ہر ایک طرف ایک مربع گز ہو۔ اور چونکہ جسمی مقدار مین طول و عرض و عمق یا (سمک) سے حساب ہوتا ہے اس لیے جسم مین تین بُعد ہوتے ہین اور جسم اُسیکو کہتے ہین جسمین ابعاد ثلثہ پاسے جائین۔

| ذراع۔ درعہ۔ گز۔ کنٹوبٹ ہاتھہ طولی۔ اکائی۔ |
|---|

(۱۳) **ذراع**۔ لغت مین انگلیون کے سرے سے کُہنی تک کے عضو کا نام ہے۔ جسکو فارسی مین **رش** کہتے ہین مورخین اور فقہانے ذراع کو اُس مقدار طول سے جو انسان کی مفصل کوع[۵۱] سے بیچ کی انگلی کے سرے تک ہی تعبیر

[۵۱] کوع۔ سکاع۔ ساق دست کی ہڈی کا نام ہے۔

کیا ہے بعضون نے (۲۴) انگل کو یا (۱۴۴) جو کے دانون کو ذراع کہا۔ لیکن ہال اِن مختلف اقوال کا واحد ہے۔ پھر مجازاً طولانی مقیاس کی اکائی کو ذراع کہنے لگے خواہ وہ ایک ہاتھہ کا ہو یا دو ہاتھہ کا یا کم و بیش۔

اِس رسالہ مین۔ ذراع ۔ درعہ ۔ گز ۔ کیوبٹ ۔ ہاتھہ کے الفاظ مترادف ہین۔ اور ایک ہی مشہور معنون مین مستعمل ہوئے ہین۔ اور یہ الفاظ جہان مطلقاً بلا کسی قید کے مستعمل ہوئے ہین اُن سے طولی اکائی مراد ہے۔

| قبضہ۔ مٹھی۔ ہتیلی۔ مشت |
|---|

(۱۴) قبضہ ۔ مٹھی ۔ ہتیلی ۔ مشت ۔ یہ الفاظ بمعنی واحد مستعمل ہوئے ہین اور اِس سے مراد چار اُنگل ہے۔

| اُنگل۔ انگشت۔ اصبع۔ |
|---|

(۱۵) اُنگل ۔ انگشت ۔ اصبع کے الفاظ اس رسالہ مین مترادف ہین۔

| متر |
|---|

(۱۶) متر فرنچ طولی اکائی یعنی فرانسیسی گز کا نام ہے۔ اور اسکی پوری تعریف دیکھو نمبر (۱۱۸)

| آر |
|---|

(۱۷) آر فرانس کا سطحی پیمانہ یعنی فرانسیسی بیگہ کا نام ہے۔

تنبیہ فرانسیسی مقادیر کی تعریفات متر کے بیان باب (۷) مین مفصلاً مذکور ہین۔

| یارڈ |
|---|

(۱۸) یارڈ انگلش طولی اکائی یعنی انگریزی گز کا نام ہے۔

| فوٹ |
|---|

(۱۹) فوٹ عموماً انگریزی گز کی تہائی ہے اور غیر انگریزی مقادیر مین جبکہ لفظ فوٹ کے ساتھہ کوئی اور قید لگا دیجائے تو اُس سے مراد اُس قسم کے گز کی تہائی ہے۔

| انچ |
|---|

(۲۰) انچ مطلقاً انگریزی گز کا چھتیسوان حصہ ہے اور غیر انگریزی مقادیر مین بشرطیکہ

کوئی تصریح بخلاف اِس کے کر دی گئی ہو تو اُس قسم کے گز کا چھتیسوان حصّہ مراد ہے۔

کیوبٹ | (۲۱) **کیوبٹ** انگریزی لفظ ہے اِسکا ترجمہ ہاتھ یا ذراع ہے۔

جریب - بانس - طناب
بیگہ - جریب انگریزی -
(۲۲) **جریب** اصل مین ایک آلہ پیمایش کا ہے لیکن مجازاً اُس مقدار زمین پر بھی جریب کا اطلاق ہوتا ہے جو اُس آلہ سے ناپی جاے طولانی مقادیر مین اسکی گز طولی اور سطحی مقادیر مین اسکے گز سطحی ہوتے ہین مثلاً کردہ مین جریب کی مقدار ۶۰ گز طول ہوگی اور بیگہ مین جریب کی مقدار (۳۶۰۰) مربع گز ہوگی طولانی مقادیر مین اسکو کبھی **بانس** کبھی **طناب** کبھی **جریب** کہتے ہین اور سطحی مقادیر مین بیگہ اور **جریب** اِس کے نام ہین (انگریزی مقادیر مین جریب کی مقدار (۲۲) گز طولی انگریزی ہے)۔

بیگہ | (۲۳) **بیگہ** ہند کا سطحی پیمانہ ہے عموماً ۶۰ گز طول کو ۶۰ گز عرض مین ضرب دینے سے بیگہ کا مربع رقبہ پیدا ہوتا ہے لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ بیگہ کی سطح ہمیشہ مستوی ہو کبھی غیر مُستوی شکل کی بھی ہوتی ہے اور نیز یہ بھی ضرور نہین ہے کہ بیگہ کی شکل ہمیشہ ذو اربعۃ الاضلاع ہو۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اُسکا مجموعی رقبہ (۳۶۰۰) مربع گز ہو۔

**تنبیہ** بعض خاص بیگہون کا رقبہ اِس سے کم اور زیادہ بھی ہوتا ہے۔

ایکر - انگریزی بیگہ | (۲۴) **ایکر** اور انگریزی بیگہ کے الفاظ بمعنی واحد مُستعمل ہوئے ہین۔

کروہ - کوس | (۲۵) **کروہ** اور **کوس** کے الفاظ اِس مجموعہ مین بمعنی واحد مستعمل ہوئے ہین

خط استوا | (۲۶) **خط استوا** وہ وہی دائرہ ہے جو قطبون سے برابر فاصلے پر کرۂ زمین کے گرد کھینچا جاے۔ یہ خط زمین کے دو برابر حصے کرتا ہے ایک کا نام نصف کرۂ شمالی اور

دوسرے کا نام نصف کرۂ جنوبی ہے۔

**عرض بلد** ( ۲۷ ) **عرض بلد** خط استوا سے کسی مقام کا فاصلہ شمال یا جنوب کے طرف اُس مقام کا عرض بلد ہے۔

**نصف النہار** ( ۲۸ ) **نصف النہار** جو خطوط کہ قطبین پر ہو کر زمین کے گرداگرد گزرتے ہیں وہ نصف النہار ہیں۔

**طول بلد** ( ۲۹ ) **طول بلد** نصف النہار مفروضہ سے کسی جگہہ کا فاصلہ خواہ شرقی ہو خواہ غربی اُس جگہہ کا طول بلد ہے۔

**درجہ عرض بلد۔ درجہ طول بلد** ( ۳۰ ) درجہ کرۂ زمین کا دائرہ محیط ( ۳۶۰ ) مساوی اجزا میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک جز کا نام درجہ رکھا گیا ہے۔ یا یوں کہو کہ درجہ ایک جزو ہے منجملہ ( ۳۶۰ ) اجزاے محیط دائرہ زمین کے پھر ایک درجہ ( ۶۰ ) دقیقہ پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک دقیقہ ( ۶۰ ) ثانیہ پر وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور ایک درجہ تقریباً ( ۶۹ ) میل انگریزی کا یا ( ۱۱۱۱۱۱ ) میٹر کا ہوتا ہے خواہ وہ درجہ طول بلد ہو خواہ درجہ عرض بلد۔

**مسلمان بادشاہان ہند کے خطابات مابعد الموت** ( ۳۱ ) **فردوس مکانی**۔ بابر بادشاہ المتوفی ۹۳۶ھ مطابق ۱۵۳۰ء کا خطاب بعد الموت ہے۔

+ متاخرین اہل فرانس نے ایک جدید طریقہ پر اسکی تقسیم کی ہے انہوں نے دائرۂ محیط کے چار مساوی حصہ فرض کیے ہیں اور ہر حصے کا نام ربع دائرہ رکھا ہے اور ہر ربع کو سو درجہ پر تقسیم کیا ہے اور ہر درجہ کو سو دقیقہ پر اور ہر دقیقہ کو سو ثانیہ پر تقسیم کیا ہے وھلم جرا اور یہ تقسیم اعشاری حساب کے لیے مناسب تر ہے (کتاب تعریبات الشافیہ لمرید الجغرافیہ للرفاعہ بدوی طبع مصر)

**جنّت آشیانی** ہمایون بادشاہ المتوفی سنہ ۹۶۳ھ مطابق سنہ ۱۵۵۵ع کا خطاب بعدالموت ہے

**عرش آشیانی** اکبر بادشاہ المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ مطابق سنہ ۱۶۰۵ع کا خطاب بعدالموت ہے۔

**جنّت مکانی** جہانگیر بادشاہ المتوفی سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق سنہ ۱۶۲۷ع کا خطاب بعدالموت ہے۔

**فردوس آشیانی** شاہ جہان المنصوب سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق سنہ ۱۶۲۸ع کا خطاب بعدالموت ہے۔

**خلد آرامگاہ** اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ المتوفی سنہ ۱۱۱۹ھ مطابق سنہ ۱۷۰۷ع کا خطاب بعدالموت ہے۔

# دوسرا باب

## شرعی مقادیر

# پہلی فصل

## خطّی پیمانون کے بیان مین

### گز سے چھوٹے پیمانے

**(۳۲) جو** ایک جَو مساوی ہوتا ہے ۶ بال خچر کی دم کے اس طرح پر کہ خچر کے بال پر ۶ دفعہ وہ بال لپیٹا جائے (طحطاوی) عموماً فقہا اور دیگر علما نے جَو کو مساوی ۶ بال کے لکھدیا ہے کسی نے ایسی تصریح نہین کی جیسی کہ علامہ طحطاوی نے کی ہے اسکو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اور بعضون نے جَو کو (۶) دانہ رائی کے برابر وزن مین لکھا ہے۔ (عینی)

**(۳۳) اُنگل** چھ جو کے دانہ مساوی ہوتے ہین ایک اصبع یا اُنگل کے اس طرح پر کہ ایک جو کا بطن دوسرے جَو کی پُشت کے ساتھ ملاکر جوڑا جائے (ابو السعود) کبھی اصبع کو قیراط کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین اور کہتے ہین (۲۴) قراریط کا ایک گز جیسے

کہ ہندی لوگ گز کو تسو یا گرہ پر تقسیم کرتے ہین۔

(۳۴) **قبضہ** (۴) اُنگل مساوی ہوتے ہین ایک قبضہ یا مُٹھی کے۔

**ذرعہ** (۶) مُٹھی یا (۲۴) اُنگل یا (۱۴۴) بجو یا (۸۶۴) بال خچر کی دُم کے مساوی ہوتے ہین ایک گز شرعی کے۔

# شرعی گزون کا بیان

## گز شرعی

(۳۵) گز شرعی کے مختلف کئی نام ہین بطریق استقرا اُن نامون کی فہرست یہ ہے۔

۲۔ **ذراع الکرباس**۔ کرباس بالکسر سفید روئی کے کپڑے کو کہتے ہین اصل مین یہ لفظ بالفتح بمعنی پنبہ فارسی ہے (طحطاوی)۔

۳۔ **ذراع مکسرہ**۔ اسکو مکسرہ اسلیے کہتے ہین کہ گز ملک کسرے (۲۸) انگشتی سے ایک مُٹھی کم کردیا گیا ہے۔

۴۔ **ذراع عامہ**۔

۵۔ **ذراع العرب**۔

۶۔ **ذراع الغزل**۔ غزل کاتنا یا کتی ہوئی چیز کو کہتے ہین۔ اسکا نام ذراع الغزل کہنے کا

سبب یہ ہے کہ مصر کے غلامین کتان موصوف کے لیے گز شرعی کے طول پر بنا کر جولا ہون کے ہاتھہ بیچا کرتے ہین۔

یہ گز مساوی ہوتا ہے (۶) قبضہ کے

یا = (۲۴) اُنگل کے اِسطرح پر کہ اُنگل باہم ملے ہوئے ہون اور انگوٹھا اُسمین شریک نہ کیا جائے

یا = (۱۴۴) جو کے

یا = (۸۶۴) بال خچر کی دُم کے

یا = (۰.۴۹۳۲) متر کے

یا = (۱۸.۲۴) انچ کے

اِس گز کی مقدار طول مین بعض فقہا کو اختلاف ہے۔

علامہ ابوالسعود نے لکھا ہے کہ یہ گز (۷) مُٹھی کا ہے بدون ارتفاع ابہام کے۔ اور صاحب درالمختار نے بھی اسکو (۷) مُٹھی کا بتایا ہے۔ لیکن شامی اور بحر اور نیز دوسری کتب فقہ مین اسکی مقدار طول (۶) مُٹھی بیان ہوئی ہے بلا ارتفاع ابہام کے (شامی کتاب الطہارۃ)۔

بعضون نے اِس طرح پر اسکی تفسیر کی ہے کہ یہ گز مطابق عدد حروف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے (۲۴) اُنگل کا ہوتا ہے (شامی اور عینی علی الہدایہ)۔

بعضون نے لکھا ہے کہ ذراع عرب ہاتھہ کی کہنی سے اُنگلی کے سرے تک ہے۔ (شامی)

اگرچہ یہ گز ذراع جدید کے نام سے مشہور ہوگیا ہے اور اہل ہیئۃ اسکو جدید کہتے ہین۔ لیکن یہ گز

درحقیقت بہت قدیم ہے اسی کو شرع اسلام نے استعمال کیا ہے - ہیرون اسکندری وغیرہ قدمائے مورخین نے اسکو (۲۴) اُنگل کا بتایا ہے (محمود بک الفلکی) توراۃ و انجیل مین جن گزون کا ذکر ہے اُنکی مقدار بھی (۲۴) اُنگل ہے (دائرۃ المعارف المصریہ)

جمیع مورخین اسکا طول کہنی کی ہڈی سے بیچ کی اُنگلی تک بتاتے ہین تمام مختلف اقوال پر غور کرنے سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ گز (۲۴) اُنگل کا ہے اسوقت مصر کے معمارین اسکو استعمال کرتے ہین اور قضاۃ اسلام کے ہان غالب مواد شرعیہ مین یہی مستعمل ہے - تمام زمینات عُشریہ مین اور پانی کے دہ در دہ ناپنے اور تیمم کے جواز کے لیے پانی کا بعد قرار دینے مین اور کنوون اور چشمون کا حریم قرار دینے وغیرہ وغیرہ مین اسی گز پر فتوی دیا جاتا ہے -

اہل ہیئتہ نے مساحۃ قطر زمین اور کواکب مین اور کواکب کے باہمی بعد مین اور افلاک کی جسامت مین اسی گز کا استعمال کیا ہے (محیط المحیط) جزیرۂ عرب مین اس وقت اس گز کو ذراع اور باقی دوسرے گزون کو عموماً اندازہ کہتے ہین -

## گز مساحت

(۳۶) مقادیر شرعیہ مین یہ دوسری قسم ہے گز کی اِسکے اور نام حسب ذیل ہین -

**۲ - ذراع الملک** - (مَلِک) شاہان اکاسرہ مین ایک پادشاہ کا نام ہے اسکی طرف منسوب کرکے ذراع مَلِک کہتے ہین -

**۳ - ذراع کسرےٰ** -

## ۴۔ ذراع زیادیہ۔

یہ گز مساوی ہوتا ہے (۷) مُٹھی کے

یا ایضاً (۲۸) اُنگل کے

یا ایضاً (۲۱/۳۴) انچ کے

اس کی مقدار طول مین بہی اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ ذراع مساحۃ (۷) مُٹھی کا ہوتا ہے ہر مُٹھی ارتفاع ابہام کے ساتھ۔ اس حساب سے یہ گز مساوی ڈیڑھ گز شرعی (۲۴) انگشتی کے یا مساوی (۳۶) اُنگل کے ہوا۔ (طحطاوی)۔

اور بعضون نے لکھا ہے کہ ۶ مُٹھی کا ہوتا ہے اور ساتوین مُٹھی ارتفاع ابہام کے ساتھ ہے (دائرۃ المعارف المصریہ) لیکن اکثر اقوال اس طرف ہین کہ فقط ۶ مُٹھی کا ہوتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ (ابوالسعود)۔

فقہائے اسلام نے ذراع مساحۃ کا استعمال غیر عشری زمینات کی لگان اور اُسپر خراج باندہنے مین اور نہر اور کنووں کا حریم قرار دینے مین کیا ہے۔

اور اکثر فقہا نے اس کی شان مین کہا ہے کہ ذِرَاعُ المساحۃ الیتی بِالممسوحاتِ علامۂ عینی نے شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ ہارون رشید عباسی نے اسی گز سے زمینات کی پیمایش کرائی تہی۔

## گز ہاشمی

(۳۷) شرعی مقادیر مین یہ تیسری قسم کا گز ہے تصانیف اہل عرب مین اسکے مختلف اور بہت

نام ہین از انجملہ زیادہ مشہور نام یہ ہین۔

## ۲۔ ذراع عتیق۔
## ۳۔ ذراع ہنداسہ۔
## ۴۔ ذراع العمل۔
## ۵۔ ذراع النّجار۔

یہ گز مساوی ہوتا ہے (۸) مُٹّھی کے

یا　=　(۳۲) اُنگل کے

یا　=　ایک ذراع بلدی اور ۱۵/۱ کے

یا　=　ایک ذراع مقیاس الرّوضہ اور ۲/۱ کے

یا　=　ایک ذراع عبرانی اور ۹/۱ کے

یا　=　دو قدم مصری کے

یا　=　(۰٫۶۱۶) متر کے

یا　=　(۲۵٫۲۰) انچ کے

یہ گز بہت قدیم ہے۔ اس لیے اس کا نام ہی عتیق (پرانا) رکھا گیا ہے گو ہمنے گز شرعی یعنی ذراعُ الکرباس کو قدیم تسلیم کیا ہے لیکن اُسکے معنی یہ نہین ہین کہ گز ہاشمی قدیم نہین ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ (۲۴) اُنگل والا گز گز ہاشمی سے زیادہ قدیم ہے۔

ہیرزن اسکندرانی اور بعض قدماسے مؤلفین نے اس گز ہاشمی کا ذکر کیا ہے۔ مصر کے جبع

شہرون مین اب بھی مستعمل ہے وہان ہنداسہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔

فقہا نے اس کو گز ہاشمی کے نام سے یاد کیا ہے۔

علامہ ابو السعود نے اپنے حاشیہ فتح المعین علی ملا مسکین مین جہات دہ در دہ کی پیمایش سے بحث کی ہے۔ حموی سے نقل کیا ہے کہ اصحاب مساحۃ کی تصانیف مین گز (۸) مٹھی کا ہوتا ہے اُس سے یہی گز مراد ہے اور دوسری جگہہ کتاب احیاء الموات مین کنوؤن کے حریم کے باب مین لکھا ہے کہ گز مساحۃ سے مراد گز ہاشمی (۳۲) انگشتی ہے۔ (ابو السعود)۔

شیخ ابو الفضل نے آئین اکبری مین ہاشمیہ صغرا کی مقدار طول (۲۸) اُنگل اور ہاشمیہ کبرے کی مقدار (۲۹) اُنگل لکھی ہے لیکن یہ صحیح نہین ہے اور اِس روایت کی تصدیق کسی اور کتاب سے نہین ہوتی

## گز سے بڑے پیمانے

## میل شرعی

(۳۸) میل لغت عرب مین منتہائے مد بصارت کو کہتے ہین اور جو عمارات بطور نشان کے مسافرین کی ہدایت کے لیے مکّہ کی راہ مین بنی ہوئی ہین اُن کو بھی میل کہتے ہین اور اِصطلاح مین ایک مسافت معین کا نام ہے جسکا بیان آگے آتا ہے۔ (اسکی جمع امیال و میول ہے)۔

اسکو کبھی **میل عرب** اور کبھی **میل شرعی**[۱] کہتے ہین **میل ہاشمی** کی مقدار بھی

[۱] میل رومی میل عبری میل مصری وغیرہ کا بیان دیکھو نمبر (۱۵۲ و ۱۵۴) اور میل انگریزی نمبر (۱۱۰ و ۱۱۱)۔

یہی ہے (محیط المحیط)

میل شرعی مساوی ہوتا ہے (۱۰۰۰) بام کے

یا = (۴۰۰۰) گز شرعی کے

یا = (۶۰۰۰) قدم مصری کے

یا = (۱۰) غلوہ کے جو (۴۰۰) گز کا ہوتا ہے

یا = (۱۸۴۷) متر کے

اسکی مقدار مین فقہا کو اختلاف ہے۔ شرح عینی اور مسکین اور بحر اور ینابیع مین ہے کہ میل (۴) ہزار خطوہ کا ہوتا ہے اور خطوہ ڈیڑھ گز کا اس حساب سے (۶) ہزار گز کا ایک میل ہوا لیکن یہ قول رد کیا گیا ہے اور میل کی مقدار (شامی و زیلعی و نہر و جوہرہ وغیرہ) نے ۴ ہزار گز شرعی ثابت کی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔ بعضوں نے کہا کہ میل ہزار قدم ہے قدم جمل سے اور بعضوں نے اس طرح پر تفسیر کی کہ میل اُس قدر بعد کا نام ہے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھے اور دیکھنے والے کو معلوم نہ ہو سکے کہ وہ آ رہا ہے یا جا رہا ہے اور مرد ہے یا عورت (عینی علی الہدایہ) پھر علمائے ہیئۃ و جغرافیہ مین بھی میل کے باب مین اختلاف ہے۔

قدما کے نزدیک ۳ ہزار گز اور متاخرین کے نزدیک ۴ ہزار گز بُعد کا نام میل ہے اس خلاف کو علامہ ابو الفدا نے اپنی کتاب تقویم البلدان مین عمدگی کے ساتھ رفع کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ خلاف حقیقی نہین ہے صرف لفظی ہے مقدار میل کی دونون فریق کے نزدیک شئے واحد ہے۔ گو بظاہر گزون کی تعداد مین اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ بربنا دونون مذاہب کے

میل کی مقدار (۹۶) ہزار انگل ہے اگر اسکو (۳۲) پر تقسیم کرو (قدما کے نزدیک گز (۳۲) انگل کا ہے) تو حاصل ۳ ہزار گز ہوتا ہے۔ اور اگر اسکو (۲۴) پر تقسیم کرو (متاخرین کے نزدیک گز (۲۴) انگل کا ہے) تو خارج قسمت ۴ ہزار گز نکلتا ہے اس صورت مین اختلاف رفع ہوگیا

## مرحلہ

(۳۹) دوسرا نام اسکا **منزل** ہے۔ مسافر کے اُترنے کی جگہہ کو کہتے ہین۔ اور عموماً اُس مقدار بُعد مسافت کا نام ہے کہ آدمی ایک دن مین چل سکے فقہا مین بعضون نے (۱۶) میل کو مرحلہ کہا۔ بعضون نے ۴ فرسخ کو۔

اور بربنار قول ادریسی اور ابو الفداء کے مرحلہ مساوی ہوتا ہے (۲۴) میل ہاشمی کے

| | | |
|---|---|---|
| یا | = | (۸) فرسخ مصری کے |
| یا | = | (۳۰) میل رومی کے |
| یا | = | (۱۰) فرسخ فارسی کے |
| یا | = | (۴۴،۳۲۳) متر کے |

## فرسخ

(۴۰) فرسنگ کا معرب ہے۔ بالاتفاق فقہا کے نزدیک تین میل کا ایک فرسخ[۵۱] ہوتا ہے۔

[۵۱] فرسخ مصری صغیر و کبیر اور فرسخ فارسی دیکھو فقرہ (از ۵۶ تا ۱۵۸) و فقرہ (۱۷۶) اور کلدانیون کا پراسنگ فقرہ (۱۳۷)۔

بعضون نے برید کی چوتھائی کو فرسخ کہا۔ اور مآل اِن دونون اقوال کا واحد ہے۔

علماء ہیئتہ وجغرافیہ مین قدما اور متاخرین دونون فریق کے نزدیک فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے۔ لیکن گزون مین اختلاف ہے قدما کے نزدیک ۹ ہزار گز کا فرسخ ہے گز قدیم سے اور متاخرین کے نزدیک (۱۲) ہزار گز کا فرسخ ہوتا ہے گز جدید[۵۱] سے۔

## برید

(۴۱) ۴ فرسخ کا ایک برید ہوتا ہے۔ یا ۱۲ میل کا۔

## غلوہ

(۴۲) اِسکو غلوہ عربیہ[۵۲] بھی کہتے ہین کتب فقہیہ مین (۳۰۰) گز شرعی کا ایک غلوہ ہوتا ہی بعضون نے (۴۰۰) گز کا بھی لکھا ہے۔ (شامی)

بعضون نے اسکی تفسیر اسطرح کی ہی کہ اُس مقدار طول کا نام غلوہ ہے جو ایک تیر کے پھینکنے سے ہوتا ہے۔ (ابوالسعود)

علی پاشا مبارک المصری نے اسکو (۳۰۰) گز ہاشمی کا لکھا ہے اور بحساب متر فرانسیسی (۲۲۱) متر اور (۷۰) سنتیمتر کا ایک غلوہ ہوتا ہے۔ مصری جسکو **استادہ** کہتے ہین اور غلوہ

[۵۱] گز قدیم (۳۲) انگشتی اور جدید (۲۴) انگشتی کو کہتے ہین۔ مولف

[۵۲] غلوہ مصریہ دیکھو مقدو (۱۵۹ و ۱۶۰ و ۱۶۱) اور استادہ مصریہ دیکھو (۱۶۲)

درحقیقت یہ دونون ایک ہی چیز ہین اور یہ غلوہ وہی ہے جسکو بطلیموس نے استعمال کیا تھا اُس سے عرب نے لیا اس غلوہ کو درجہ ارضیہ کے ساتھہ منطبق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (۵۰۰) غلوہ کا ایک درجۂ ارضی ہوتا ہے - (علم الدین) -

## متفرق پیمانے

**(۴۳) فِتر** بکسر فا و سکون تا اُس کشادگی اور وسعت کا نام ہے جو انگشت سبابہ و ابہام کے درمیان مین ہوتی ہے اُردو مین اسکو **چُپٹ** کہتے ہین -

**(۴۴) شِبر** - بالکسر **وجَب** بفتحتین فارسی مین **بِدَست** اور اُردو مین اسکو **بالشت** کہتے ہین اُس مسافت کا نام ہے جو انگشت خنصر کے سر ناخن سے نر انگشت کے سر ناخن تک ہوتی ہے -

**(۴۵) خُطوہ** بالضم فارسی مین اسکو **گام** کہتے ہین - اُس مسافت کا نام ہے جو آدمی کی رفتار کے وقت دونون پانون کے درمیان پیدا ہوتی ہے - فقہا نے ڈیڑہ گز کو ذراع عامہ سے خُطوہ کہا ہے - (کنز - ابوالسعود)

**(۴۶) قدم** قدم اصطلاح فقہ مین ہر چیز کے ساتوین حصّہ کو کہتے ہین -

**(۴۷) قامۃ** اصطلاح فقہ مین ہر انسان کا قامت اسکے قدم سے ساڑہے چھہ قدم کا ہوتا ہے اور دوسرے حساب سے سات قدم کا مثلاً ایک شخص بائین قدم پر کھڑا رہا پھر سیدھا پاؤن اُٹھا کر ایڑی کو بائین قدم کے انگوٹھے کی طرف رکھا - پھر بائین قدم کو رکھا اور اسیطرح

رکھتا چلا گیا تو یہ ساڑھے چھ قدم ہوگا - اگر اسنے انگوٹھے کی طرف سے ابتدا کی ہو اور اگر ایڑی کی طرف سے اعتبار کیا تو ، قدم ہوگا - کیونکہ مطلوب طول ارتفاع قامتہ کا ہے - اور طول قامتہ کا مبدأ ، سامنے کے رخ منہ کی طرف سے نصف قدم تک ہے - اور پیچھے کے رخ پیٹھ کی طرف سے ایڑی تک - اس لیے جس نے منہ کی طرف سے اعتبار کیا اور نصف قدم تک شمار کیا تو ساڑھے چھ قدم ہوا اور جس نے پیٹھ کی طرف سے اعتبار کیا اور قدم کو تمام کا تمام شمار کیا تو ، قدم پورا ہوا نتیجہ دونوں کا واحد ہے - (شامی)

(۴۸) **باع** فارسی میں **قولاج** اور اردو میں **بام**[۱] کہتے ہیں اس مقدار طول کا نام ہے جو دونوں ہاتھوں کی کشادگی کے درمیان ہوتا ہے -

فقہا ۴ گز شرعی کو ایک باع کہتے ہیں - (طحطاوی)

(۴۹) سہولت یادداشت کے لیے مقادیر خطیہ شرعیہ کو کسی نے نظم کیا ہے بعضوں نے کہا کہ اس کا ناظم ابن حاجب ہے -

وھی ھذہ

| | |
|---|---|
| إنّ البريد من الفراسخ اربع | ولفرسخ فثلاث اميال ضعوا |
| چار فرسخ کا ایک برید ہوتا ہے | اور فرسخ تین میل کا شمار کیا گیا ہے |
| والميل الف اى من الباعات قل | والباع اربع اذرع تتبع |
| اور میل ہزار بام کا ہوتا ہے | اور باع چار گز کا مستنبط ہوتا ہے |

[۱] حیدرآباد دکن کی دفتری اصطلاح میں بام (۱۰۰) گز کا ہوتا ہے اور ایسا ہی بانڈ دیکھو فقرہ (۱۸۹)

ثم الذّراعُ من الاصابعِ اربعٌ

پہر گز بحساب اُنگل کے چوبیس

ستُ شعیراتٍ فظہرُ شعیرةٍ

جیسے جو کا ہوتا ہی اسطرح پر کہ ایک جو کی پیٹھ

ثم الشّعیرةُ ستُ شعراتٍ فقل

پہر جو چھے بالون کا ہوتا ہے

من بعدہا العشرون ثم الاصبعُ

اُنگل کا ہوتا ہے - پہر اُنگل

منہا الی بطن لاخری توضع

دوسریکے پیٹ کے ساتھ ملاکر رکھی جاوے

من شعر بغل لیس فیہا مدفع

خچر کے بالونسے اسمین کوئی اعتراض نہین ہے

# فصل دوسری

## سطحی پیمانون کے بیان مین

### جریب

(۵۰) فقہا کے نزدیک اُس مقدار رقبہ کو جو ساٹھ ۶۰ گز کو ساٹھ ۶۰ گز مین ضرب دینے سے حاصل ہو جریب کہتے ہین۔ جریب مین گز سے مراد گز مساحۃ ہے جو (۲۸) اُنگل کا ہوتا ہی اس حساب سے (۳۶۰۰) مکسر گز مساحتی (۲۸) انگشتی کا ایک جریب ہوا۔

بعضون نے کہا کہ جریب اُس قدر زمین کا نام ہے جسمین سنو رطل اناج بویا جائے اور بعضون نے کہا کہ جس مین گیہون ساٹھ من بوئے جاوین بعضون نے کہا جس مین پچاس من گیہون بوئے جائین (ابوالسعود) لیکن یہ اقوال مقبول نہیں ہین جریب کی مقدار (۳۶۰۰) مکسر گز جیساکہ اوپر بیان ہوا ثابت ہے۔

فقہاے اسلام کے نزدیک زمینات خراجی کا لگان اسی جریب پر مقرر ہے۔ صاحب فتاوے کافی اور بعضون کی یہ رائے ہے کہ اس جریب کا معین کرنا ضرور نہیں ہے ہر ملک مین وہان کے متعارف جریب پر خراج باندھنا چاہیے۔ لیکن دوسرے بہت سے فقہا نے اس قول کو

رد کیا ہے اس لیے کہ جریب کی مقدار ہر ملک مین مختلف ہے۔ پس باوجود اختلاف مقادیر کے سب پر خراج بمقدار واحد مقرر کرنا قرین انصاف نہین ہے۔

ملک مصر مین جریب کا نام **فدّان** ہے اور زمان قدیم مین **اور ور** کہتے تھے۔ ہند مین اسکو **بیگھہ** کہتے ہین۔

بیگہ کی مقدار مطابق ہے جریب کے ساتھ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانان ہند نے اسکو کتب مذہب سے اخذ کیا ہے۔ لیکن بعد کو گزون کا فرق اس مین پیدا ہوگیا یعنی کتب اسلامیہ مین جریب (۳۶۰۰) مربع گز مساحتی کا نام ہے۔ اور ہند مین (۳۶۰۰) مربع گز رسمی کا ہوتا ہے۔ گز رسمی ہر زمانے کے مُروّجہ گز کو کہتے ہین۔ (دیکھو فقرہ ۶۲)

# تیسرا باب

## مسلمانان ہند کے مقادیر

## فصل پہلی

## خطی پیمانے

### گز سے چھوٹے پیمانے

(۵۱) عہد حکومت مسلمانان ہند مین گز کے تقاسیم حسب ذیل پائے جاتے ہین۔
ہر گز کے بیس مساوی حصّے کیے گیے ہین اور ہر ایک حصہ کا نام
**بسوہ** رکہا گیا ہے یعنی بیسوان حصّہ گز کا۔
کبھی گز کو چوبیس مساوی حصّون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصّہ کو **طسوج** یا **تسو** کہتے ہین پھر
طسوج کو چوبیس مساوی حصّون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصّہ کو
**طسوانسہ** کہتے ہین۔ پھر طسوانسہ کو چوبیس مساوی حصّون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر ایک حصہ کا نام

**خام** رکھتے ہین- پہر خام کو چوبیس مساوی حصّونمین تقسیم کرتے ہین اور ہر ایک حصّہ کا نام **ذرّہ** رکھتے ہین-

(**۵۲**) بعضون نے گز کی تقسیم اس طرح کی ہے ایک گز کو چوبیس مساوی حصونمین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصّہ کا نام

**طسوج** رکھتے ہین پہر طسوج کو ۲ دو مساوی حصّون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصّہ کو

**حبہ** کہتے ہین پہر حبہ کو ۲ دو مساوی حصونمین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصّہ کو

**جو** کہتے ہین پہر جو کو ۶ چھے مساوی حصون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصّہ کو

**خردل** کہتے ہین- پھر خردل کو ۱۲ بارہ مساوی حصونمین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصہ کو

**فلس** کہتے ہین- پھر فلس کو ۶ چھے مساوی حصون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصہ کو

**فتیلہ** کہتے ہین - پھر فتیلہ کے ۶ چھے مساوی حصے فرض کرتے ہین اور ہر حصہ کو

**نقیر** کہتے ہین- پھر نقیر کو ۸ آٹھہ مساوی حصون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصہ کو

**قطمیر** کہتے ہین - پھر قطمیر کو ۱۲ بارہ مساوی حصون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصہ کو

**ذرّہ** کہتے ہین پھر ذرہ کو ۸ آٹھہ مساوی حصون مین تقسیم کرتے ہین اور ہر حصّہ کو

**ہَبَاء** کہتے ہین- پھر ہباء کو دو مساوی حصون مین تقسیم کرتے اور ہر حصّہ کو

**ہیمہ** کہتے ہین-

# مسلمانان ہند کے گز

(۵۳) ہندوستان مین مسلمانون کی تاریخ پہلی صدی ہجری سے شروع ہوتی ہے ۔ ۹۳ھ مین محمد قاسم چچازاد بھائی اور داماد حجاج ابن یوسف کا ہند پر حملہ کر کے سندھ ۔ ملتان ۔ گجرات پر قابض ہوگیا تھا لیکن یہ قبضہ ہند کے ایک چھوٹے حصہ تک محدود رہا اِس لیے اُسکو سلطنت ہند کا لقب نہین مل سکتا ۔

اُس کے بعد ناصرالدین سبکتگین اور اُسکے بیٹے محمود کے متواتر حملون نے سلطنت ہند کی بنیاد کو ہلا دیا اس طرح پر کہ سلطنت ہنود کے ہر ایک حصے مین اُس کا زلزلہ محسوس ہونے لگا آخرکار اُنھون نے لاہور مین شان و شوکت کے ساتھ اپنا دارالسلطنت قایم کیا ۔

اِس لیے سلطنت اسلام کی تاریخ ہند مین ۳۶۷ھ ہجری سے شروع ہوتی ہے ۔

**(۵۴) ۳۶۷ھ ہجری سے ۸۹۴ھ ہجری تک**

۳۶۷ھ ہجری سے یعنی خاندان غزنویہ کی حکومت سے لیکر خاندان تغلقیہ کے اختتام بلکہ خاندان لودہیہ کے اوایل یعنی ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۸ء تک ہند مین شرعی گزون اور نیز دیگر شرعی مقادیر کا استعمال رہا ہے ۔

میرے نزدیک اِس دعوے پر جو دلائل موجود ہین اُنکو مین آیندہ فقرہ (۷۹) مین تحت بیان ہگیہ بیان کرون گا ۔ علاوہ اُن دلائل کے خاص گزون کی نسبت حسب ذیل دلائل پیش کرتا ہون ۔

شیخ ابوالفضل نے آئین اکبری مین لکھا ہے کہ زمانہ قدیم مین ملک ہند مین تین قسم کے گز مروج

تھے۔ دراز۔ میانہ۔ کوتاہ۔

(۱) دراز۔ مساوی تھا ۲۴ طسوج کے ہر طسوج ۸ جو معتدل کا۔

(۲) میانہ۔ مساوی تھا ۲۴ طسوج کے ہر طسوج ۷ جو معتدل کا

(۳) کوتاہ۔ مساوی تھا ۲۴ طسوج کے ہر طسوج ۶ جو معتدل کا

ان گزون کا مقابلہ شرعی گزون کے ساتھہ کر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینون گز در حقیقت شرعی گز ہین۔ مثلاً پہلا گز ۲۴ طسوج کا ہے ہر طسوج ۸ جو کا اس لیے ۲۴ کو ۸ مین ضرب دینے سے (۱۹۲) جو ہوے۔ اور مقادیر شرعیہ مین یہ تسلیم تو ہم بلا اختلاف ثابت ہو چکا ہے کہ ایک اُنگل ہوتا ہے ۶ جو کا اس لیے (۱۹۲) جو کو ۶ پر تقسیم کرنے سے خارج قسمت (۳۲) نکلا اس سے معلوم ہوا کہ پہلا گز (۳۲) اُنگل کا تھا۔ یہ وہی گز ہے جسکو فقہائے اسلام نے ذراع ہاشمی یا ذراع عتیق کے نام سے یاد کیا ہے۔ دیکھو فقرہ (۳۷)

اب یہی عمل دوسرے گز کے ساتھہ کرو اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوسرا گز (۲۸) اُنگل کا تھا پس یہ گز وہی ہے جسکو فقہا نے ذراع ملک۔ ذراع مساحت۔ ذراع کسرے کے نام سے مواد شرعیہ مین استعمال کیا ہے۔ دیکھو فقرہ (۳۶)

پھر یہی عمل تیسرے گز کے ساتھہ کرو اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تیسرا گز (۲۴) اُنگل کا تھا یہ گز وہی ہے جسکو فقہائے اسلام نے ذراع شرعی۔ ذراع عامہ۔ ذراع مکسرہ۔ ذراع کرباس۔ کے نام سے تعبیر کیا ہے اور مواد شرعیہ مین زیادہ تر اسیکا استعمال ہے۔ دیکھو فقرہ (۳۵)

علاوہ ان دلائل کے مقتضائے قیاس کا بھی یہی ہے کہ مسلمانون نے بالضرور ابتدائے حکومت ہند

مین اپنے علمی پیمانے استعمال کیے ہونگے جنکو مذہب اسلام کے ساتھہ وہ ہند مین لائے تھے[۱]۔

اب اِن گزون کے طریق استعمال پر غور کرنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا جس گز کو جس موقع مین فقہانے استعمال کیا ہے اُسی طرح پر مسلمانان ہند نے بھی استعمال کیا ہے یا نہین۔

شیخ ابو الفضل نے لکھا ہے۔ کہ گز دراز یعنی (۳۲) انگشتی سے کشت زار اور شہر و قلعہ و دیوار کی پیمایش ہوتی تہی۔ دیکھو فقہاے اسلام نے بھی گز (۳۲) انگشتی سے کشت زار پر لگان باندھا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ گز دراصل شرعی ہے۔

شیخ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ گز میانہ یعنی (۲۸) انگشتی سے پتھر اور لکڑی عمارات اور کنوئین اور باغ ناپے جاتے تہے۔ فقہا کا طریق استعمال بھی اس گز مین قریباً وہی ہے چنانچہ ہم نے فقرہ (۳۶) مین بیان کیا ہے فقہا نے گز (۲۸) انگشتی کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ ذراع المساحت الیق بالممسوحات۔

اسی طرح گز کوتاہ (۲۴) انگشتی کی نسبت شیخ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ اس گز سے کپڑا پلنگ عرابہ اور مانند اس کے ناپے جاتے تہے۔ یہ تو بالکل صاف ہے کہ فقہاے اسلام نے گز (۲۴) انگشتی کا نام ہی ذراع الکرباس رکھہ دیا ہے یعنی کپڑے ناپنے کا گز۔

اِن دلائل پر غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ گز بیشک شرعی کتابون سے ماخوذ ہین۔

---

[۱] اس سے یہ گمان نہ کیا جائے کہ مذہبی پیمانے اب متروک ہو گیے ہین نہین نہین اب بھی وہ پیمانے مروج ہین اور انشاء اللہ تعالی قیام قیامت تک مذہب اسلام کے ساتھہ اُن کا عمل جاری رہے گا لیکن اُنکا استعمال فقہا کے فتاوے کے مطابق معاملات شرعیہ مین اپنے اپنے موقع پر ہوتا ہے۔ ۱۲ مولف

علاوہ ان دلائل کے فیروز تغلق کے دونون لائق مورّخ شمس سراج عفیف اور ضیاء برنی اور نیز ملا قاسم فرشتہ اور تیمور کا مورّخ ملا شرف الدین یزدی یہ سب مابہ البحث زمانے مین گز شرعی کا ذکر کرتے ہین۵۱

غرض ان سب دلائل پر غور کرنے سے کوئی شبہہ باقی نرہے گا کہ ۳۶۱؁ہ ہجری سے ۸۹۴؁ہ ہجری تک ہند مین تینون شرعی گز مروج رہے ہین۔

## گز سکندری

(۵۵) اوائل ۹۰۰؁ہ ہجری سے ۹۹۳؁ہ ہجری تک

سلطان سکندر لودہی جس نے ۸۹۴؁ہ ہجری مین ہند کے تخت سلطنت پر قدم رکھا اس گز کا موجد ہو۔ اپنی خداداد لیاقت سے اس بادشاہ نے جو انتظامات ملکی و مالی خصوصاً بندوبست اراضی اور قوانین مالگذاری مین کیے ہین۔ گز سکندری کے ساتھ اسکے یادگار ہین اس نے گز کے ساڑھے اکتالیس حصے فرض کیے تھے۔

شیر شاہ المتوفی ۹۵۲؁ہ ہجری اور سلیم شاہ المتوفی ۹۶۰؁ہ ہجری مطابق ۱۵۵۳؁ع کے عہد مین بھی یہی گز مروج رہا۔

جنّت آشیانی (ہمایون) نے ساڑھے اکتالیس حصّون کی جگہہ بیالیس حصّے اس گز کے فرض کیے اس گز کا مقدار طول (۳۲) انگل تھا اس گز کا رواج عرش آشیانی (اکبر) کے زمانہ مین بھی پایا جاتا ہے چنانچہ خافیخان نظام الملکی قلعۂ آگرہ کے ذکر مین لکھتا ہے۔

"عرش آشیانی درسال یازدہ جلوس کہ ۹۷۳؁ہ ہجری باشد (فرشتہ ۹۷۲؁ھ لکھتا ہے)

۵۱ فیروز شاہی شمس سراج عفیف۔ فیروز شاہی ضیاء برنی۔ ظفرنامہ ملا شرف الدین یزدی۔

شروع بہ بناے قلعہ از سنگ سرخ و مسجد عالی از سنگ مرمر و عمارت دلنشین دیگر نمودند و در سنہ ۹۸۰ رو با تمام آوردہ یادگار خود گزاشتند بست لک روپیہ بخرج آن درآمد و سہ ہزار درعہ دورہ قلعہ و ارتفاع نہ درعہ و عرض دیوار حصار دہ درعہ و عرض خندق نہ درعہ عمق دوازدہ درعہ **سکندری** واقع شدہ" (خافیخان)۔

اور شیخ ابوالفضل نے تو صاف صاف تسلیم کیا ہے کہ گز سکندری بادشاہ اکبر کے زمانہ مین سال (۳۱) الٰہی تک مروج رہا لیکن اکبر کے حکم سے اسکا استعمال صرف زراعت اور عمارت مین باقی رکہا گیا تہا سال (۳۱) الٰہی مین گز الٰہی جاری ہونیکے بعد اس کی موقوفی کا حکم دیا گیا۔

دکن مین بھی یہ گز مروج رہا ہے۔ دیکھو لائیل صاحب کی تحقیقات مندرجۂ فقرہ (۸۰) رسالہ ہذا

## گز بابری

(۵۶) اوایل سنہ ۹۰۰ ہجری سے سنہ ۱۰۱۴ ہجری تک

یہ گز ظہیر الدین محمد بابر (فردوس مکانی) المتوفی سنہ ۹۳۷ھ کی ایجاد سے ہے۔ بروایت محمد قاسم فرشتہ گز سکندری متروک ہوکر یہ گز اوائل عہد جہانگیر بادشاہ تک (جو سنہ ۱۰۱۴ ہجری مطابق سنہ ۱۶۰۵ع مین تخت نشین ہوا) جمیع قلمرو ہند مین مروج رہا۔ گز بابری کی مقدار طول (۹) مُٹھی یعنے (۳۶) اُنگل تہی۔ فرشتہ کی عبارت اِس گز کے باب مین یہ ہے۔

"طناب پیمایش کہ در سفرہا و شکارہا از عقب زمین را پیمودہ می بُرند در ہندوستان از مخترعات آن شہنشاہ بے نظیر (یعنی بابر) است صد طناب را یک طناب کردہ است و ہر طنابے

چہل گز وہر گزے ۹ مشت مستوی الخلقة و گز سکندری کہ پیشتر در ہند رواج داشت متروک گشتہ گز بابری تا اوائل عہد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ در جمیع قلمرو ہندوستان رواج بہم سانید"

خافی خان کا بیان بھی قریب قریب یہی ہے اور اُس نے بھی اس کی مقدار طول ۹ مُٹھی لکھی ہے

گز سکندری اور گز بابری ہمعصر تھے اور دونون کا رواج زمانۂ واحد مین پایا جاتا ہے لیکن گز سکندری بحکم شاہ اکبر سنہ ۳۱ الٰہی مطابق سنہ ۹۹۳ ہجری مین متروک کیا گیا۔ شیخ ابو الفضل نے آئین اکبری مین گز سکندری اور اُس کے ماقبل والے گزون کا ذکر کیا ہے۔ لیکن عجب ہے کہ گز بابری کا سراغ باوجود تلاش مین نے آئین اکبری مین نہین پایا۔

## گز اکبر شاہی

**(۵۷) سنہ ۹۶۳ ہجری سے سنہ ۳۱ الٰہی یعنی سنہ ۹۹۳ ہجری تک۔**

شہنشاہ اکبر (عرش آشیانی) کے عہد مین اس گز کا پتہ لگتا ہے یہ بادشاہ سنہ ۹۶۳ ہجری مین تخت نشین ہوا تھا اس کے زمانے مین سنہ ۳۱ الٰہی تک یہ گز مروّج رہا لیکن صرف کپڑون کے بازار مین اس کا استعمال ثابت ہوتا ہے۔

اِس گز کی مقدار طول (۴۶) انگل ہے۔ اکبر کے حکم سے سنہ ۳۱ الٰہی مین گز الٰہی جاری کیا گیا اور گز اکبر شاہی اور گز سکندری جو اُس وقت تک رواج عام رکھتے تھے دونون موقوف کر دیے گیے

بعضون نے لکھا ہے کہ گز الٰہی بعدد حرف الٰہی یعنی بحساب ابجد (ا ل ہ ی)
۱ - ۳۰ - ۵ - ۱۰ = ۴۶
(۴۶) انگل ہے یہ صحیح نہین ہے اسکا کوئی ثبوت کافی اور لائق اطمینان نہین ملتا بلکہ حق یہ ہے

کہ اُن لوگون نے گز اکبر شاہی اور گز الٰہی مین فرق نہین سمجھا ہے - گز الٰہی (۴۱) انگل کا ثابت ہوتا ہے اور جو گز اکبر کے زمانے مین (۴۶) انگل کا پایا جاتا ہے وہ گز اکبر شاہی ہے نہ گز الٰہی -

## گز الٰہی

(۵۸) ۳۱ سنہ الٰہی مطابق ۹۹۳ سنہ ہجری سے ابتک

دوسرا نام اسکا گز اکبری ہے شہنشاہ اکبر نے گز سکندری (۳۲) انگشتی اور گز اکبر شاہی (۴۶) انگشتی کو موقوف کرکے ۳۱ سنہ الٰہی مین گز الٰہی جاری کیا اور اُسکی مقدار طول (۴۱) انگل قرار دی تھی اس گز کی مقدار طول مین مختلف اقوال ہین خصوصاً متاخرین نے اسمین بڑی غلطیاں کی ہین اور ان غلطیون کا سبب یہ ہے - کہ اخیر زمانہ حکومت اسلام مین گز شاہجہانی (۴۲) انگشتی اور گز الٰہی (۴۱) انگشتی دونون برابر جاری تھے بعض مقامات مین گز شاہجہانی پر عمل تھا بعض جگہہ گز الٰہی پر لیکن عوام دونون مین فرق اور تمیز نہین کرتے تھے رفتہ رفتہ دونون کو گز الٰہی کہنے لگے اور دونون کو (۴۲) انگشتی سمجھنے لگے - دوسری خرابی یہ واقع ہوئی کہ اخیر زمانیکے عمال مالگذاری نے اپنی ذاتی نفع کے لیے بیگھہ کی مقدار کو کم کردیا تھا ہر بیگہ دو کٹھہ یعنی دو بسوہ تک کم ہوگیا تھا اور بجائے ۶۰ گز ضرب ۶۰ گز کے ۵۴ ضرب ۵۴ گز بیگہ کی مقدار رہ گئی تھی یعنی بجائے (۳۶۰۰) مربع گز کے بیگہ کی مقدار (۲۹۱۶) مربع گز رہگئی تھی - اور یہ گز اور بیگے الٰہی کہلاتے تھے - اس کے بعد انگریزی مستاجرونکا دور دورہ آیا اور انہون نے دیکھا کہ ۶۰ گز مضروب ۶۰ گز کا بیگہ ہونا چاہیے اور اب ہی ۵۴ گز مضروب ۵۴ گز کا اس لیے ۵۴ کو ۶۰ پر تقسیم کرکے ہر ایک حصہ کا نام گز رکھا اس وجہ سے

گز الٰہی اور گز شاہجہانی دونون کی مقدار طول کم ہوگئی - یہ تیسری خرابی گز الٰہی کے حق مین واقع ہوئی

بعض مورخین نے گز الٰہی بہ عدد حروف الٰہی بحساب ابجد (۴۶) انگل کا لکھا ہے - یہ بھی صحیح نہین ہے - اکبر کے ابتدائے عہد مین (۴۶) انگل کا گز مروج تھا تو سہی لیکن وہ گز الٰہی نہ تھا بلکہ اُس کا نام گز اکبر شاہی تھا جو سال (۳۱) الٰہی مین بحکم شاہ اکبر موقوف کر دیا گیا -

مولوی **مہدی علی** صاحب (نواب **محسن الملک** بہادر) نے رسالہ مراۃ القوانین حصہ اول مین گز الٰہی کی مقدار طول (۲۴) انچہ انگریزی اور **احمد عبد العزیز** صاحب نے اعظم العطیات مین ساڑھے (۲۷) انچہ لکھی ہے - جہان اور بہت سی غلطیون کو گز الٰہی کے حق مین ہم نے تسلیم کیا ہے اُسی فہرست مین انکو بھی جگہہ دینا چاہیے جسطرح خدا کے حق مین ہر قوم و ہر اُمت کی خیالات اپنے اپنے مذاق کے مطابق مختلف ہین یہی حال ہے گز الٰہی کا - اِس کی نسبت بھی ہر ملک ہر مقام کا مذاق جدا ہے کہین تو اُسکو گھٹا کر (۲۴) انچہ تک پہنچا دیا ہے کہین اُسکو کھینچکر (۴۱) انچہ تک بڑھا دیا ہے غرضکہ اِس باب مین جو خطا و لغزشین ہوئی ہین وہ بے حد و حصر ہین اون سب کا بالاستیعاب بیان کرنا بے فائدہ ہے یہ صرف فرضی اور خیالی ڈھکوسلے ہین اِن مین کتنا ہی اختلاف کیون نہو کوئی تعجب کی بات نہین ہے لیکن عجب اسکا ہے کہ بہت سے ایسے گز بنام نہاد گز الٰہی عمل مین بھی لائے گیے ہین - مُشتے نمونہ از خروارے - چند ایسے گزون کی فہرست یہان لکھی جاتی ہے جو عملی طور پر جاری تھے یا ہین - اور سب گز الٰہی کہلاتے ہین

(۱) بریلی - بلند شہر - آگرہ وغیرہ مین الٰہی گز = (۳۲٫۵۵) انچہ کا -

(۲) بنارس گجرات وغیرہ مین الٰہی گز = (۳۳٫۶۰) انچہ کا

| | |
|---|---|
| (۳) اورنگ آباد مین شاہ برہان الدین اولیا قدس سرہ کی درگاہ پر نقش کیا گیا ہے۔ | الٰہی گز = (۴۱) انچہ کا |
| (۴) ممالک مغربی اور دلی لودھیانہ فیروزپور اور برار کے ایک حصہ مین۔ | الٰہی گز = (۳۳ [۵]) انچہ کا |

اب مین ان اختلافات سے قطع نظر کرکے اُس قول کی طرف رجوع کرتا ہون جس کو گز الٰہی کی اصلی اور صحیح پیمایش معلوم کرنے مین دست آویز بنانا چاہیے اور جو دست آویز بننے کی لیاقت رکھتا ہے وہو ہذا۔

شیخ ابو الفضل نے آئین اکبری مین لکھا ہے کہ۔ تا سال سی ویکم الٰہی اگرچہ درکرپاس گز اکبر شاہی بود دو چہل و شش انگشت برابر لیکن در زراعت و عمارت اسکندری بکار داشتے شہریار دانش پژوہ دگرگونگی گزہا را سرمایۂ پراگندگی دلہا اندیشید و دست آویز نادرستان پنداشت ہمہ را از میان برآورد و معتدل گزے را روائی بخشید و چہل یک انگشت و بیاد کرد ایزدی الٰہی گز نام نہاد و امروز در ہمہ کار دست آویز مردم است۔

اس قول کو دوسرے تمام اقوال پر ترجیح دینے کے وجوہ یہ ہین۔ کہ پہلے ابو الفضل معتبر شخص ہے۔ دوسرے اکبر کے انتظامات کو اُس سے بہتر کسی نے نہین بیان کیا بلکہ خود اُس کو انتظامات مین شریک ہونے کی فضیلت حاصل تھی۔ تیسرے آئین اکبری ایسی وقت مین تصنیف ہوئی ہے جبکہ یہ انتظامات تجویز ہوئے تھے۔ پس اگر اس امر خاص مین بیّنہ قرار پانے کا

[۵] ۳۳ - انچ کی مقدار الٰہی گز کی اصلی مقدار نہے۔

استحقاق ہے تو اسی ایک کتاب کو ہے اِس قول پر کسی دوسرے قول کو ترجیح نہین ہوسکتی -
غرض کہ گز الٰہی کا اصلی اور صحیح طول (۴۱) انگل ہے - یا (۳۳) انچ انگریزی -

**سر سید احمد خان** صاحب نجم الہند نے آئین اکبری پر جو حاشیہ لکھا ہے اور الٰہی گز کی تحقیق کی ہے انہون نے بھی اسکو (۴۱) انگل کا تسلیم کیا ہے اُس حاشیہ مین انہون نے گز الٰہی کی ایک چوتھائی کی تصویر بھی دی ہے اُسکو مین یہان نقل کرتا ہون اس تصویر سے تمام مشکلات رفع ہوجاتے ہین -

متاخرین سے جن لوگون نے گز الٰہی اور گز انگریزی کا مقابلہ کیا ہے انہون نے بھی بڑی غلطیان کی ہین -

شمس العلما **ذکاءاللہ** صاحب نے ترجمہ علم حساب برنارڈ اسمتھ مین لکھا ہے کہ صحیح طول گز الٰہی کا (۳۲٫۶) اور (۳۲٫۸) انچون کے درمیان ہے - بریلی - بلند شہر - آگرہ وغیرہ مین (۳۲٫۵۵) انچ کا الٰہی گز ہوتا ہے - اور بنارس اور گجرات مین مسٹر دکن صاحب نے جو گز بندوبست استمراری کے واسطے ۱۷۹۵ء مین مقرر کیا تھا (۳۳٫۶) انچ کا تھا - انتہے

مسٹر دکن صاحب کے گز کو مولوی ذکاءاللہ صاحب نے گز الٰہی سمجھا ہے لیکن اِس گز کو گز شاہجہانی کہنا زیادہ موزون ہے جیسا کہ ہم نے اُوپر بیان کیا اخیر زمانے مین گز الٰہی اور شاہجہانی مین لوگ فرق نہین کرتے تھے اور دونون کو (۴۲) انگشتی سمجھتے تھے یہی مغالطہ مولوی ذکاءاللہ صاحب کو بھی ہوا ہے -

شکل نمبر (۱) کو جو چوتھائی گز الٰہی کی ہے انگریزی گز سے مقابلہ کرنے سے صاف صاف



شکل نمبر (۱) ایک چوتھائی گز الٰہی یعنی ۴ طسوج

معلوم ہوجائیگا کہ گز الٰہی کا صحیح صحیح طول (۳۳) انچ انگریزی کے برابر ہے یا یون کہو کہ گز انگریزی (یارڈ) گز الٰہی سے (۳) انچ چھوٹا ہے۔ ممالک شمالی مغربی دلّی لکھنو وغیرہ مین گز الٰہی ابتک مروج ہے اور یہ گز ان ملکون مین ابتک اپنے اصلی طول یعنی (۳۳) انچ پر استعمال کیا جاتا ہے

(۵۹) شیخ ابوالفضل کے اِس بیان سے کہ بادشاہ اکبر نے کُل گزون کو موقوف کر کے ایک معتدل گز کو رواج دیا مجھے اتفاق نہین ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم گز الٰہی کو معتدل اور دوسرے تمام گزون کو غیر معتدل قبول کرین۔ گز الٰہی نہ تو کوئی اصول علمیہ پر حاوی ہے جیساکہ فرانسیسیون کا متر اور انگریزون کا یارڈ نہ وہ مسافت درجۂ ارضیہ کے ساتھ منطبق کیا گیا ہے جیسے کہ مصریون کے مقائیس۔ سچ تو یہ ہے کہ بادشاہ اکبر کی متانت مزاج اور ایجاد پسند طبیعت کے ولولون سے یہ بھی ایک ولولہ تھا۔ ملکی معاملات اور انتظامی ضرورتون کا اقتضا بھی ہو تو ہو لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہند کے اُلوالعزم اور عظیم الاقتدار مسلمان بادشاہون نے اِس قسم کی ایجادات کو اپنی ناموری اور بقائے اثر کا ذریعہ سمجھا تھا۔

اکبر کے ایجادات سب انتہا ہین۔ گز۔ بیگہہ۔ اوزان۔ سکّے۔ سنہ۔ تاریخ۔ غرض ہر میدان ہر رنگ مین اکبر کی ایجادین موجود ہین اُس پر طرّہ یہ ہوا کہ اُس بادشاہ کے لایق مورخ اور چالاک مصاحبون نے جنہین سے لیاقت و فضیلت علمی مین ہر ایک بے نظیر تھا شاہان سلف (علاءالدین خلجی شیر شاہ۔ سلیم شاہ وغیرہ) کے اختراعات و انتظامات کو بھی کھینچ تان کر اکبر کے نامۂ اعمال مین شریک کردیا۔

اسی طرح بادشاہ جہانگیر کی ایجادین بھی کم نہین ہین۔

گز جہانگیری۔ کردہ جہانگیری۔ وزن جہانگیری۔ عطر جہانگیری وغیرہ وغیرہ سے اُس عہد کی تاریخین مالامال ہین۔

علی ہذالقیاس شاہجہان کی ایجادات۔ گز بادشاہی۔ کردہ بادشاہی۔ من بادشاہی وغیرہ سے اُس عہد کے مورخ رطب اللسان ہین۔

بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے کسی ایجاد کو اپنے نام کے ساتھہ شاید اس لیے مشہور نہین کیا کہ وہ ابتداءً مین ریاست اپنے مقید باپ کے نام سے چلاتا رہا۔ اما ایک وزن عالمگیری تو مشہور ہے۔ الحاصل غرض ان ایجادات سے کچھہ ہو لیکن اس مین شک نہین کہ یہ ایجادات اُن بادشاہون کے نام کو صفحۂ روزگار پر ابتک اپنے ساتھہ لیے ہوئے ہین۔

## گز جہانگیری

(٦٠) ۱۰۱۴ھ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء سے ابتک

بادشاہ جہانگیر (جنت مکانی) جس نے ۱۰۱۴ھ ہجری مطابق ۱۶۰۵ء مین تخت شاہی پر جلوس کیا اِس گز کا موجد ہے۔

اِس بادشاہ نے کوس کا طول وہی پانچہزار گز شمار کیا جیسا کہ اُسکے باپ شاہ اکبر نے ضابطہ بنایا تھا۔ لیکن گز مین تغیر دیا گیا یعنی بجائے گز الٰہی دو گز شرعی کا ایک گز جہانگیری مقرر ہوا۔ اِس حساب سے گز جہانگیری (۴۸) انگل کا ہوتا ہے۔

شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ مین ملک کشمیر کا طول وعرض محض تخمین و قیاس پر بیان کیا ہے۔ بادشاہ جہانگیر نے اپنے عہد مین چند معتمدون کو اِس کام پر مامور کیا تھا تا کہ کشمیر کے

طول و عرض کی قرار واقعی پیمایش کرین ۔

معتمد خان بخشی اپنی تاریخ اقبال نامہ جہانگیری مین تحت سال پانزدہم جلوس جہانگیری لکھتا ہے۔ "گروہے کہ درین دولت معمول است موافق بر ضابطہ ایست کہ حضرت عرش آشیانی (اکبر) بستہ اند ہر گروہے پنجہزار ذراع است و یک ذراع حال دو ذراع شرعی می شود ہر جا گروہ یا گز مذکور می گردد مراد ازان گروہ و گز معمول حال است ۔"

یہی عبارت بعینہ بہت کم تغیر الفاظ کے ساتھہ توزک جہانگیری مین ہے اور اُس مین اسقدر زیادہ ہے کہ "ہر گروہے پنجہزار درع و یک درع دو درع شرعی میشود کہ ہر درعے بست و چہار انگشت باشد[ف۱]"

معلوم ہوتا ہے کہ گز جہانگیری بادشاہ جہانگیر کے وقت سے ابتک ہر زمانے مین مروج رہا ہے۔ ہمارے شہر حیدرآباد دکن مین عموماً دو ہاتھہ یعنی (۴۸) اُنگل کو (وار) کہتے ہین اور اسکا استعمال زیادہ تر کپڑے اور مماثل اسکے اشیا مین ابتک معمول و مروج ہے ۔ جو مساوی ہے دو گز شرعی کے[ف۲]

[ف۱] توزک جہانگیری مطبوعہ کلکتہ صفحہ (۲۹۸) اور اقبال نامہ جہانگیری طبع کلکتہ صفحہ (۱۴۸)

[ف۲] ملک عنبر حبشی جو سلطنت نظام شاہی (احمدنگر) کا رکن اعظم تھا اُسکے فروغ کا زمانہ شہنشاہ جہانگیر کی مسند نشینی یعنی ۱۶۰۵ء سے شروع اور ۱۶۲۶ء تک ختم ہوتا ہے ۔ یہ شخص ملک دکن مین بندوبست و پیمایش اراضی اور انتظام مالگزاری کا بانی ہوا ہے ۔ اسنے راجہ تو ڈرمل کی آئین مالگزاری کو ممالک احمدنگر اورنگ آباد اور اکثر اضلاع برار و خاندیس مین رواج دیا تھا اور سابق کا دستور مستاجری بالکل موقوف کردیا تھا ۔ اس لائق منتظم نے حق ملکیت و قبضہ داری اراضی کو بھی تسلیم کیا تھا ۔ مولف ۱۲

# گز شاہجہانی

(۶۱) سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق سنہ ۱۶۲۸ء سے اب تک

اِس گز کا دوسرا نام **گز بادشاہی** ہے شاہجہان کے مورخ اِس گز کو عموماً گز بادشاہی لکھتے ہین۔

ملا عبد الحمید لاہوری جس نے اپنی مبسوط تاریخ بادشاہ نامہ بفرمایش شاہجہان اکبر نامۂ شیخ ابوالفضل کی طرز پر ہر سالہ واقعات کو تاریخ وار لکھا ہے اُس مین جا بجا اِس کو گز بادشاہی کے نام سے یاد کیا ہے۔

یہ گز شاہجہان بادشاہ المنسوب سنہ ۱۰۳۷ھ مطابق سنہ ۱۶۲۸ء کی ایجاد سے ہے۔

ملا عبد الحمید لاہوری کے روایات اِس گز کے طول مین مختلف ہین واقعات سال ہفتم مین جہان کشمیر کے راستون کی پیمایش کا ذکر کیا ہے یہ لکھتا ہے۔

"یکی راہ پکھلی کہ سی و پنج منزل و یک صد و پنجاہ کروہ بادشاہی است کروہے - دو صد جریب - جریبے بست و پنج ذراع - ذراعے چہل انگشت۔"

دوسرے مقام پر واقعات سال دہم در اول مین عمارت دولت خانۂ خاص کی پیمایش مین لکھتا ہی

"از جملہ مبانی دولتخانۂ خاص خانہ ایست مبنی از سنگ مرمر بطول پانزدہ گز و عرض دہ بذراع بادشاہی کہ درازی آن چہل انگشت است"

تیسرے مقام پر سال دہم دور دوم کے واقعات مین جہان مملکت ہند کا طول و عرض بیان کیا ہے لکھتا ہے۔